رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن | عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد	۲۶ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء	شنبہ	مطابق ۲۷ شوال سنہ ۱۳۳۷	نمبر ۸

مدینۃ المسیح

دو تین روز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت کسیقدر ناساز رہی۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دُعا فرماویں ؏

ہفتہ مختتمہ ۲۳ر جولائی میں حسب ذیل مہمان تشریف لائے جناب شیخ فضلکریم صاحب معہ اہل و عیال حیدر آباد دکن سے جناب عبدالرحمٰن صاحب قاسم بلیہ ملتان سے۔ جناب معین الدین صاحب حیدر آباد دکن سے۔ جناب چودھری غلام محمد صاحب سرگودہا سے۔ جناب منشی عبدالکریم صاحب بٹالہ سے جناب مولوی امام الدین صاحب ملتان سے جناب میاں کریم بخش صاحب نابھہ سے۔ جناب ماسٹر محمد طفیل صاحب بٹالہ سے جناب کریم الدین صاحب ضلع منٹگمری سے۔ جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب نے مرزا مبارک بیگ صاحب فیروز پور سے ؏

اخبار احمدیہ

قادیان میں فتح کی خوشی کا دن

جنگ یورپ کے اختتام۔ اتحادیوں کی عظیم الشان فتح اور جرمن کی طرف سے ذلت کے ساتھ صلح نامہ پر دستخط ہونے کی خوشی میں ۱۹ر جولائی کا دن سارے ہندوستان میں ایک مسرت اور خوشی کا دن تھا۔ جماعت احمدیہ جسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ سے وفادارانہ تعلقات ہیں۔ اور جس کو بانی سلسلہ کی طرف سے امن کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور سرکار انگریزی کی وفادار رعایا رہنے کی تعلیم ہے وہ برطانیہ عظمیٰ کی اس عظیم الشان فتح پر جس قدر بھی خوشی کرے کم ہے۔

۱۹ تاریخ کو قادیان میں خاص خوشی کا اظہار کیا گیا محکمہ ہائے نظارت کے تمام دفاتر یعنی دفتر تالیف و اشاعت۔ دفتر امور عامہ۔ دفتر تعلیم و تربیت۔ دفتر بیت المال۔ دفتر قضاء۔ دفتر افتاء و دیگر تمام دفاتر ہاء متعلقہ اس خوشی میں بند کئے گئے۔ اسی طرح صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت دفاتر یعنی دفتر سکرٹری دفتر محاسب۔ دفتر ناظر۔ دفتر مہمانخانہ۔ دفتر مقبرہ بہشتی۔ دفتر تعمیر۔ دفتر شفا خانہ۔ دفتر اشاعت اسلام و تمام لوکل احمدیہ مدارس یعنے تعلیم الاسلام ہائی سکول مدرسہ احمدیہ۔ گرلز سکول۔ صنعتی سکول و ٹریننگ سکول وغیرہ بند کئے گئے۔ نظارت امور عامہ کی طرف سے قادیان کے قریباً دو سو غرباء کو کھانا بلا تخصیص مذہب و ملت تقسیم کیا گیا۔ اور تمام احمدیہ لوکل مدارس کے طلباء میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اسکے علاوہ ہائی سکول کے پُر فضا میدان میں نہایت دلچسپ ورزشی کھیل ہوئے۔ جنمیں علاوہ مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے

طلباء کے احمدیہ پبلک نے بھی حصہ لیا - اور ہائی سکول کی طرف سے تمام حصہ لینے والوں کے لئے ریفرشمنٹ کا انتظام کیا گیا - غرض اس طرح یہ دن قادیان میں نہایت خوشی کے ساتھ گذرا - دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس صلح کو دُنیا کے لئے سچے معنوں میں بابرکت بنا دے - اور اس کے ذریعہ سے دنیا میں حق کا بول بالا ہو - آمین

مرزا بشیر احمد - ناظر اُمور عامہ جماعت احمدیہ قادیان

امتحان بی - اے اور ایف - اے میں کامیاب ہونیوالے احمدی

بفضلہ تعالےٰ امسال بی - اے اور ایف اے میں ذیل کے نوجوان احمدی پاس ہوئے ہیں :- غلام فرید صاحب - محمد احمد صاحب بی - اے آنرز میں - اور ایف اے میں عبدالرحیم خان صاحب خالد خلف حضرت نواب محمد علیخان صاحب چودھری علی اکبر صاحب احمدی - عطاء اللہ صاحب احمدی عبدالغنی صاحب احمدی - یوسف علی صاحب - مرزا محمد علی بیگ صاحب اور شیخ محمد اکرم صاحب - ایف ایس سی میں محمد ابراہیم صاحب عبدالحق صاحب پاس ہوئے ان سب احباب کو ہم مبارک کہتے ہیں - اور اعلان کرتے ہیں کہ ان کے علاوہ جو احمدی کسی امتحان ایف - اے یا بی - اے میں پاس ہوئے ہوں - وہ اطلاع دیں تاکہ ان کا نام بھی شائع کر دیا جائے ۔

کڑیانوالہ ضلع گجرات میں جشن فتح کی تقریب پر جلسہ

ماسٹر محمد اشرف صاحب احمدی اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۹ جولائی کو کڑیانوالہ میں زیر انتظام انجمن احمدیہ ایک جلسہ زیر صدارت شیخ محمد بخش صاحب رئیس و ڈسٹرکٹ کرسی نشین منعقد ہوا - جس میں متعدد مقررین نے گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کیا - اور نظمیں بھی پڑھی گئیں - جنمیں یہی مضمون تھا - اخیر میں صدر صاحب نے بھی برکات سلطنت برطانیہ پر تقریر فرمائی - اور ریزولیوشن پاس کیے گئے -

ماریشس کے حالات

مولوی عبید اللہ صاحب مبلغ ماریشس کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے - کہ ماہ رمضان میں وہاں سخت انفلوئنزا کا زور [illegible] بازاروں میں بیمار اور لاشیں پڑی تھیں - تمام مدارس مریض خانہ بن گئے - بہت سے ڈاکٹر بیمار ہو گئے - گورنمنٹ نے کئی ہزار صندوق مُردوں کے دفن کرنے کے لئے دیئے - مگر باوجود اتنے صندوقوں کا انتظام کرنے کے پھر بھی مُردے بوریوں میں ڈالکر دفن کئے جاتے رہے - پورٹ لوئی جو ایک معمولی درجہ کا شہر ہے - وہاں کے مُردوں کی تعداد تین صد تک پہنچ گئی - گورنمنٹ نے انسدادِ مرض کی بہت کوشش کی - لیکن خدا کے ارادے پر غالب نہ آ سکی - مُردوں کو مکانوں سے اُٹھانے کے لئے ریل کا بھی انتظام کیا گیا - لوگوں کی اغذیہ کے لئے اسّی ہزار روپیہ گورنمنٹ نے دیا - مسلمانوں - عیسائیوں کو بیل کا گوشت اور ہندوؤں کو مُرغے اور بکرے کا گوشت دیا جاتا رہا - اس کے علاوہ قحط نے نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی ہے ادنیٰ درجہ کے نہایت موٹے چاول ایک روپیہ کے دو سیر اور آٹا ڈیڑھ سیر فروخت ہوتا ہے - احمدی احباب باوجود غریب ہونے کے اپنی بساط سے بڑھ کر چندہ دیتے ہیں - اللہ تعالےٰ اپنا فضل ان کے شامل حال کرے - مسجد کا مقدمہ چل رہا ہے - پیشی کے وقت کمرہ بھر جاتا ہے - اور اس طرح لوگوں کو سلسلہ کی تبلیغ ہو رہی ہے - مگر بوجہ بیماری چند روز مقدمہ ملتوی رہا ۔

برہمن بڑیہ (بنگال) میں تبلیغ -

مولانا سید محمد عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں - کہ مخالفین نے ہمارے خلاف پولیس میں رپورٹ کی - کہ ہم لوگ گورنمنٹ کے دشمن اور فسادی ہیں - اور یہ بھی کہا کہ پنجاب میں رولٹ ایکٹ کے خلاف جو شورش پھیلی ہے - اس کے بانی مبانی بھی یہی احمدی ہیں - پولیس کے افسروں نے ہمیں طلب کیا - اور استفسارات کئے - ہم نے اصل واقعات سُنائے - اور بتایا کہ ہم وہ لوگ ہیں - جن کا مذہبی فرض ہے کہ ہر قسم کے فسادات سے الگ رہیں اور گورنمنٹ کی مدد کریں ۔

افسوس ! ہمارے مخالفین باوجود یہ جاننے کے کہ ہمارے گورنمنٹ کے متعلق کیا کیا خیالات ہیں - پھر بھی ناواجب مذہبی جوش میں اندھے ہو کر اس قسم کی خلاف بیانیوں سے کام لیتے رہیں - اللہ تعالےٰ انپر رحم فرمائے -

درخواست دُعا از لنڈن

برادران مکرم و محبان معظم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - عاجز آنکھ کے ککروں سے اس قدر تکلیف میں ہے کہ پڑھنے لکھنے کا کام قریباً ملتوی ہے - اور اسی وجہ سے احباب کے خطوط کے جواب لکھنے سے معذور ہوں اخباروں کے واسطے رپورٹیں بھی نہیں لکھی جا سکتیں - درخواست ہے کہ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل کرم - رحم اور غریب نوازی سے جلد صحت عطاء فرما دے - عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ - ۲۴ جون ۱۹۱۹ء

4 Star St. Edgware Rd. W. 2.
London

نماز جنازہ

محمد الدین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ کا چھور ضلع گوجرانوالہ کا لڑکا احمد الدین اور برادر حبیب اللہ صاحب بیدوالہ کا بھتیجا بشیر احمد اور ماریشس میں ایک احمدی بھائی جن کا نام خط میں نہیں لکھا فوت ہو گئے ہیں - انا للہ و انا الیہ راجعون - احباب نماز جنازہ پڑھیں ۔

فتاویٰ احمدیہ

سوال :- اگر چوہڑا عیسائی ہو - تو اُس کو بھینس کا دُودھ دوہنے کے لئے نوکر رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- اگر ایسا ملازم صاف رہتا ہو - اپنے ہاتھوں کو گندگی میں آلودہ نہ کرتا ہو - ہاتھ دھو لینے کے بعد وہ بھینس کو دوہ سکتا ہے - کیونکہ ہر ایک چیز پانی سے پاک ہو سکتی ہے -
المفتی حافظ روشن علی -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۶ جولائی ۱۹۱۹ء

کیا مولوی محمد علی صاحب کے متعلق کوئی فتویٰ قتل دیا گیا ہے؟

جون ۱۹۱۹ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان میں "درس الحدیث" کے عنوان سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے پرانے درس حدیث کے نوٹ شائع ہوئے تھے۔ جنمیں ایک حدیث کے معنے اور مطلب بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے گئے تھے کہ:-

"اور فرمایا (یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) کہ خلیفہ ہو۔ تو جو پہلا ہو۔ اس کی بیعت کرو۔ جو بعد میں دوسرا پہلے کے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ جیسے لاہور میں ہے۔ تو اسے قتل کردو۔ مگر یہ قتل کا حکم تب ہے۔ جب سلطنت اپنی ہو۔ اب اس حکومت میں ہم ایسا نہیں کرسکتے"

ان سطور میں "جیسا کہ لاہور میں ہے" کا فقرہ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا فقرہ نہ تھا۔ بلکہ نوٹ مرتب کرنیوالے کا اپنا تھا۔ اور جو کیا بلحاظ موقع و محل اور کیا بلحاظ معنی و مطلب چونکہ بالکل غلط اور نادرست تھا۔ کیونکہ نہ تو لاہور میں رہنے والے کسی شخص کو ایسا خلیفہ ہونے کا دعوےٰ ہے جسپر حدیث کا یہ فتوےٰ عائد ہوتا ہے۔ اور نہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کسی کو ایسی خلافت کا مدعی سمجھتے ہیں۔ اس لئے حضور کے ارشاد پر ایڈیٹر صاحب تشحیذ نے ۱۰ جولائی کے پرچہ میں اس کے متعلق شائع کردیا کہ:-

"جیسے لاہور میں ہے" کا فقرہ اس طالب علم کا سمجھا جائے جس نے اس درس کے نوٹ ۱۹۱۲ء میں لئے تھے"

لیکن باوجود یہ اصلاح کردینے کے ۱۷ جولائی ۱۹۱۹ء کے پیام میں انہی الفاظ کی بناء پر بڑا واویلا مچاتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:-

"اس سے ظاہر ہے کہ میاں صاحب اور آپکی جماعت کو ہم سے کسقدر بغض وعناد ہے۔ اور حضرت امیر (مولوی محمد علی) کے خون کے پیاسے ہیں"

اگر پیام میں ذرا بھی دیانت کا مادہ ہوتا تو وہ ان غلط الفاظ کو سامنے رکھکر جن کی اصلاح کردیگئی تھی۔ اور جو بالبداہت غلط ہیں۔ یہ ہرگز نہ لکھتا بلکہ جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مولوی محمد علی صاحب کو خلافت کا مدعی سمجھتے ہی نہیں۔ تو ان الفاظ کو آپ کی طرف ہرگز منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ اس جگہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح کی صرف ایک تحریر پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آپ کے نزدیک مولوی محمد علی صاحب کی کیا پوزیشن ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"مولوی محمد علی صاحب تو خلیفہ نہیں نہ کسی جماعت کے امام۔ ایک انجمن کے پریزیڈنٹ ہیں جنکو امیر کا نام دیدیا گیا ہے" (الفضل ۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء)

پس جب حضرت خلیفۃ المسیح مولوی محمد علی صاحب کو خلافت کا مدعی نہیں سمجھتے۔ تو پھر کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ آپنے بالمقابل خلافت کا دعوےٰ کرنے والے کی پوزیشن میں انکو پیش کیا۔ لیکن افسوس پیغام نے عداوت اور دشمنی سے اندھا ہو کر نہ تو تشحیذ کی تصحیح کو مدنظر رکھا ہے۔ اور نہ اس بات کا خیال کیا ہے کہ مولوی محمد علی کو خلیفہ سمجھتا ہی کون ہے کہ ان کے متعلق قتل کا فتویٰ دیا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر تشحیذ ۱۰ جولائی میں یہ تصحیح نہ بھی شائع ہوتی کہ "جیسے لاہور میں ہے" کا فقرہ اس طالب علم کا سمجھا جائے۔ جس نے اس درس کے نوٹ ۱۹۱۲ء میں لئے تھے"۔ تو بھی ایڈیٹر صاحب پیغام کو از خود سمجھ لینا چاہئے تھا کہ وہ الفاظ جو رسالہ تشحیذ ۱۰ جون میں شائع ہوئے ہیں۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ آپ کی تحریر درج سے ظاہر ہے کہ آپنے مولوی محمد علی صاحب کو کبھی مدعی خلافت نہیں سمجھا۔ لاہوری انجمن بھی انہیں اپنا پریزیڈنٹ سمجھتی ہے۔ اور ہم بھی انہیں ایک انجمن کا پریزیڈنٹ ہی جانتے ہیں۔ . . . . اور لطف یہ ہے کہ پیام کے ایڈیٹر صاحب جو نئے نئے ہونے کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب کی خوشامد پسند طبیعت سے فائدہ اٹھانے کے لئے خاص طور پر ان کی مدح سرائی کررہے ہیں اور ان کی دستار فضیلت پر "قیمتی وجود اور باامن شہری" کے طرے لگارہے ہیں۔ وہ بھی مولوی محمد علی کو مسند خلافت کا وارث نہیں سمجھتے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اسی مضمون میں کسی ایک جگہ بھی مولوی محمد علی کو خلیفۃ المسیح نہیں لکھا۔ بلکہ جہاں جہاں بھی لکھنے کی ضرورت پڑی ہے۔ وہاں "حضرت امیر" "حضرت امیر" ہی لکھا ہے۔

اب ہم پوچھتے ہیں۔ جب ایڈیٹر صاحب پیام خود مولوی محمد علی صاحب کو خلیفہ نہیں سمجھتے۔ بلکہ امیر قرار دیتے ہیں تو پھر ان کا کیا حق ہے۔ کہ ایک ایسے فتویٰ کا جو کسی امیر کے متعلق نہیں۔ بلکہ خلیفہ کے متعلق ہے اس کا مصداق مولوی محمد علی صاحب کو قرار دیں۔ اور اس بناء پر اسقدر طوفان بے تمیزی برپا کریں۔ معلوم ہوتا ہے۔ گذشتہ ایام میں غیر مبائعین کے سرکردہ لوگوں کے شورش میں حصہ لینے پر ہم نے جو نوٹس لیا تھا۔ اس کا بدلا لینے کے لئے یہ حرکات مذبوحی کی گئی ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو "باامن شہری" کا اچھوتا لقب دیکر ہز میجسٹی کی گورنمنٹ سے روشناس کرانے کی ضرورت بھی اسی لئے سمجھی گئی ہے کہ جس جماعت کا "لیڈر" ہونے کا انہیں دعویٰ ہے اس کے ذمہ وار لوگوں اور خاص کر ان کی انجمن کے سکرٹری مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کی صلاح اور مشورہ سے شورش میں حصہ لے کر ان پر جو بد نما داغ لگایا ہے اس کو مٹایا جاسکے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب پیام کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کی حرکات خفیفہ سے انکی کارستانیوں پر پردہ نہیں پڑسکتا۔ اور ہمارا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ ہز میجسٹی کی گورنمنٹ ایسی نہیں جیسی آپ لوگوں نے سمجھ رکھی ہے۔ وہ خوب جانتی اور پہچانتی ہے۔ اور یہ تو معمولی سی عقل والا انسان

بھی سمجھ سکتا ہے کہ جو کسی کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں۔ اور کسی کو قتل کرانا چاہتے ہیں تو اسکے قتل کی تحریک عام مجلسوں میں نہیں کیا کرتے۔ اور نہ ہی اسے چھاپکر شائع کیا کرتے ہیں۔ پھر کسی نادانی اور جہالت ہے اس شخص کی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مجلس عام میں فرمائے ہوئے درس اور رسالہ میں شائع شدہ نوٹ سے یہ نتیجہ اخذ کرے۔ کہ آپنے اس میں کسی کو قتل کرنے کی تحریک کی ہے۔

پھر اگر انہی الفاظ پر غور کی جائے۔ جن سے ایڈیٹر صاحب پیام نے مولوی محمد علی کے قتل کا جواز نکالنا چاہا ہے۔ تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یا تو ایڈیٹر صاحب پیام کے فہم کا قصور ہے یا وہ ضد اور عداوت کا شکار ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ان سے اگر کچھ معلوم ہوتا ہے۔ تو یہ کہ حدیث کا درس دیتے ہوئے جب وہ حدیث آئی۔ جس میں ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے مدعی خلافت کو قتل کرنے کا ارشاد ہے تو آپنے اس غلط فہمی کو دُور کرنے کے لئے کہ شاید کوئی مولوی محمد علی صاحب کو خلیفہ سمجھ کر ان کو واجب القتل قرار دے یہ فرما دیا کہ اس حدیث کے رُو سے خلافت کے دوسرے مدعی کو واجب القتل قرار دینا حکومت کا کام ہے۔ اور چونکہ موجودہ حکومت کسی ایسے مدعی کے قتل کو جائز نہیں رکھتی۔ اس لئے اب جو خلافت کا مدعی ہو۔ تو اس سے اس حدیث کے مطابق سلوک نہیں ہونا چاہیئے۔ پس ان الفاظ میں اسبات کی تردید کی گئی ہے۔ کہ اگر فی الحال کوئی پہلے خلیفہ کے مقابلہ میں دوسرا خلیفہ بننے کا مدعی ہو۔ تو بھی اس کا قتل کرنا کسی شخص کا کام نہیں۔ کیونکہ یہ کام حکومت کا ہے۔ اور حکومت ایسا کرنے کو جائز نہیں رکھتی۔

امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب پیام ٹھنڈے دل سے غور کرینگے اور دیکھیں گے کہ تشحیذ الاذہان کے الفاظ کا جو مطلب وہ نکالنا چاہتے ہیں وہ کسی صورت میں بھی نہیں نکل سکتا اور جو الزام وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات پر لگانا چاہتے ہیں۔ اس سے آپ کا دامن بالکل پاک و صاف ہے۔

ہمیں اس بیہودہ سرائی کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ اس سے مولوی محمد علی صاحب کے قادیان کو چھوڑنے کو حق بجانب ثابت کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:۔

”حقیقت یہ ہے کہ قادیان میں حضرت امیر کی جان خطرہ میں تھی“

اس لئے یہ چند سطور لکھی گئی ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ پیام کی بنا فاسد علی الفاسد ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی جان نہ کبھی پہلے ہماری وجہ سے خطرہ میں تھی۔ اور نہ اب ہے۔ اس لئے قادیان کو چھوڑنے کی یہ وجہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ہاں اصل وجہ یہ ہے کہ چونکہ حق کے مقابلہ میں باطل کا سہارا لے کر کھڑا رہنا انہوں نے ناممکن سمجھا۔ اس لئے یہاں سے بھاگ گئے اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ دکھا گئے۔

مساجد میں داخلہ

(وکیل)

رسالہ معارف اعظم گڑھ کی اشاعت شعبان و رمضان میں ایک بسیط مضمون مولوی ابو الکلام صاحب آزاد کا شائع ہوا ہے جسمیں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اسی کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث نے ۱۲ شوال کے اہلحدیث میں ایک مضمون ”غیر مسلم کا داخلہ اور تقریر مسجد میں“ لکھا ہے جسمیں وہ لکھتے ہیں:۔

”اسلام ایسا تنگ مذہب نہیں ہے کہ اپنی عبادتگاہ میں غیر مسلموں کو آنے یا آنے پر بولنے کی اجازت نہ دے۔ بلکہ اسلام تو ایسا وسیع الحوصلہ مذہب ہے۔ کہ غیر مسلموں کو اپنی مساجد میں اپنے طریق پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں اپنی عبادت ادا کرنے کی اجازت خود حضور علیہ السلام نے بخشی۔ اور انہوں نے اپنے طریق پر نماز پڑھی (معالم التنزیل وغیرہ)

حالانکہ یہ لوگ مذہبی مناظرہ کرنے آئے تھے ثابت ہوا کہ غیر مسلم کا مسجد میں ممبر پر یا مکبر پر نیچے یا اوپر تقریر کرنا منع نہیں“

ان الفاظ کو پڑھ کر کسقدر تعجب ہوتا ہے کہ ایک طرف تو غیر مسلم کا مسجد میں آنا۔ تقریر کرنا اور ممبر یا مکبر پر تقریر کرنا جائز بتایا جائے۔ اور ان کے لئے ہر اسلامی بلکہ مسجد نبوی میں اپنے طریق پہ عبادت کرنا روا رکھا جائے۔ مگر دوسری طرف آجکل یہ حال ہو۔ کہ کسی مسجد میں ہمیشہ سے نماز پڑھنے والوں میں سے اگر کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرلے تو چودھویں صدی کے علماء اس کو مسجد سے نکال دینے کا فتویٰ دیدیتے ہیں اور عوام ان کی تحریک پر بے جا شور و شغب مچا کر احمدیوں کو مسجد میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے سے روکتے بلکہ آمادہ بجنگ ہو جاتے اور ایذائیں دیتے ہیں۔ حتی کہ احمدیوں کو مسجد میں خدا کی عبادت کرنے سے روکنے کے لئے بڑے بڑے حیلوں سے عدالتوں میں کوشش کرتے اور مقدمات تک نوبت پہنچاتے ہیں۔ اگر غیر احمدی حضرات انصاف سے کام لیتے اور خوف خدا دل میں رکھتے۔ تو جسقدر آج تک احمدیوں سے مساجد کے متعلق مقدمات کر چکے ہیں۔ ان کی بالکل حاجت نہ پڑتی۔ لیکن افسوس آئے دن ان رسول کریم اور اسلام کے شیدائی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کی طرف سے احمدیوں کو بذریعہ عدالت مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکنے کے مقدمات دائر ہوتے رہتے ہیں۔ جسکی وجہ سوائے اسکے نہیں ہے کہ ان لوگوں نے رسول کریم کے اسوہ حسنہ کو پس پشت ڈالدیا ہے اور نہیں جانتے کہ اسلام کیا چیز ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے مضمون کے اخیر میں خود اسبات کا مندرجہ ذیل الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ:۔

”اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ افضل التحیۃ والسلام کا یہ عمل کہ غیروں کو بھی مسجد نبوی میں نماز کی اجازت دیں اور وہ انکے طریق پر خلاف طریق اسلام نماز پڑھیں مگر مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے کہ معمولی سے فروعی اختلاف پر ایک فریق دوسرے کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکیں اور فتاویٰ شائع کریں کہ فلاں فرقے کا مسجد میں آنا منع ہے اور فلاں فرقے کا ہماری مسجد میں نماز پڑھنا ممنوع ہے“

کیا مسلمان کہلانیوالے مولوی ثناء اللہ صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ سے عبرت پکڑینگے۔ اور احمدیوں کو مساجد میں عبادت کرنے سے روکنے کے فعل قبیح سے جو نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک بھی اسلام اور رسول کریم کے طریق کے خلاف ہے۔ باز رہینگے *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا کے نبی کی مخالفت موجب ہلاکت ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:-

خدا کے نبی کب اور کس شان میں آتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قدیم سے چلی آتی ہے کہ وہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے مامور دنیا میں بھیجتا رہتا ہے۔ جب بھی زمانہ اس بات کا محتاج ہوتا ہے (زمانہ سے میری مراد زمانہ کے لوگ ہیں) تو وہ اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اس زمانہ کے لئے چنتا اور حکم دیتا ہے۔ کہ دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا ہو جا۔ چونکہ وہ خدا کے حکم سے کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے دیئے ہوئے نام کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اسکے بتائے ہوئے مقام پر کھڑا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی بات کو خدا اپنی بات اور اسکے کام کو خدا اپنا کام قرار دیتا ہے۔ اور جو اس کے مقابلہ میں آتے ہیں۔ وہ تباہ و برباد و رسوا اور ذلیل ہوتے ہیں۔ کبھی نہیں ہوا۔ کہ خدا کا نام لیکر ایک راستباز کھڑا ہوا ہو۔ اور پھر دنیا نے اس کو ناکام دیکھا ہو۔ وہ ہمیشہ کامیاب ہی ہوتے ہیں۔ اور ان کے دشمن ہمیشہ ہی ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھتے ہیں۔

نادان ان کی ظاہری غربت کو دیکھکر کہتے ہیں کہ یہ ہمارا کیا کر سکتے ہیں۔ ان کی نظر ان کے چہرہ پر ہوتی ہے۔ مگر اس کے چہرہ کو نہیں دیکھتے۔ جو ان میں مخفی ہوتا ہے۔ لوگ ان کے ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔ مگر اس کے ہاتھ کو نہیں دیکھتے جس کی مار کی برداشت دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ چونکہ نبیوں کے مخالف ظاہر پرست ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی نظر ظاہر پر ہی پڑتی ہے۔ حالانکہ ان کی ہلاکت و بربادی کے سامان باطن میں کیئے گئے ہوتے ہیں۔

نبیوں کے مخالفوں کی مثال

ان کی مثال اس شہر کے باشندوں کی طرح ہوتی ہے۔ جو ایک ایسے آتش فشاں پہاڑ پر رہتے ہوں جس کے ارد گرد سبزہ زار ہو۔ زمین ہری بھری ہو۔ گلیاں اور ان کی گذرگاہیں شاداب ہوں۔ جنگلوں میں شادابی نظر آتی ہو۔ پانی کے چشمے بہ رہے ہوں۔ حالانکہ ان کی گلیوں۔ ان کے مکانوں۔ اور ان کے جنگلوں اور چشموں کے نیچے ان کی تباہیوں کے سامان ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ سامان ظاہر ہوتے ہیں۔ تب انکو پتہ لگتا ہے۔ کہ ہم کس حالت میں تھے۔ اور اب ہم کس حال میں ہیں۔

بہت جگہوں پر اس قسم کے واقعات ہوئے ہیں۔ کہ آتش فشاں پہاڑوں پر اس لئے لوگ آباد ہو گئے کہ یا تو انہیں ان کی آتش فشانی کا پتہ نہ تھا۔ یا یہ کہ ان سے اسقدر کم مادہ نکلتا تھا۔ کہ لوگوں نے خیال کر لیا کہ اب ہم امن میں ہیں۔ لیکن جب مادہ میں جوش آیا تو یکلخت تباہ و برباد ہو گئے۔ اور خوبصورت شہر کی بجائے ویران کھنڈرات بن گئے۔ یہی حال نبیوں کے مخالفوں کا ہوتا ہے۔ ان کے متعلق بھی ایک ظاہر بین نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کبھی ہلاک ہوں گے۔ اور اگر ہونگے تو کیسے۔ مگر ان کے گھروں کی بنیادوں اور چھتوں کے نیچے ایسے سامان ہلاکت جمع ہوئے ہوتے ہیں کہ جب وقت آتا ہے۔ تو ایک منٹ کی دیر نہیں لگتی کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں اور کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ وہ کیا ہوئے۔

جاوا میں ابھی ایک آتش فشانی کا واقعہ ہوا ہے کہ وہاں ایک بہت بڑا شہر تھا جس کی آبادی ہزاروں کی تھی۔ اور ایسا شاداب تھا۔ کہ اس کی شادابی اور سرسبزی سے فائدہ اٹھانے کے لئے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر وہاں آکر رہتے۔ اور اپنے گھر بناتے۔ اور وقت گذارتے تھے۔ مگر چند ہی دن ہوئے۔ وہاں ایک ایسا خطرناک زلزلہ آیا کہ تمام کا تمام شہر تباہ ہو گیا۔ ساٹھ ہزار کے قریب لوگ مر گئے۔ کہاں اس کی شادابی اور سرسبزی کو دیکھکر کوئی خیال کر سکتا تھا۔ کہ اس کے نیچے آگ جمع ہے لیکن اس کے نیچے آگ تھی جو نظر نہیں آتی تھی۔ اس کے رخ بدل لینے سے لوگوں نے خیال کر لیا تھا۔ کہ اب کوئی خطرہ نہیں۔ مگر ان کا یہ خیال ان کو ہلاکت سے نہ بچا سکا۔

یہی حال نبیوں کے دشمنوں کا ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ مگر ان کی بربادی کے سامان ان کے گھروں کے نیچے موجود ہوتے ہیں۔

اس زمانہ کے نبی کی مخالفت کرنیوالوں کا انجام

اس زمانہ میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک نبی بھیجا۔ تو بے وقوفوں نے اپنی بیوقوفی سے خیال کیا۔ کہ اس کے پاس نہ فوج ہے۔ نہ اس کے پاس مال ہے۔ نہ طاقت ہے۔ نہ جتھا ہے۔ یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ کو دیکھا۔ اس پر جھوٹے مقدمہ کھڑے کیئے۔ کہ اسکو قید کرا دیں۔ انہوں نے اس پر پتھر پھینکے اور خیال کیا۔ کہ اس طرح ہم اسے مار دینگے۔ انہوں نے زہر دینا چاہی کہ اس طرح ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائیگا۔ انہوں نے قتل کرنے کی تدبیریں کیں۔ کہ اس طرح یہ سکوت اختیار کر لیگا۔ مگر ان نادانوں نے یہ نہ جانا کہ یہ شخص جس کو ہم مارنا چاہتے ہیں یہ تو بول ہی نہیں رہا۔ بولتا وہ ہے۔ جسکو کسی زہر سے مارا نہیں جا سکتا۔ جس کو کسی اور طریق سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ جس کو کوئی حکومت قید نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ جسکو چاہتا ہے۔ قید میں ڈالتا ہے۔ جسکو چاہتا ہے مارتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے۔ زندہ کرتا ہے۔ پس بولنے والا وہ نہیں جسکو "مرزا" کہتے ہیں۔ بلکہ بولنے والا وہ ہے۔ جسکو خدا کہتے ہیں۔ نادان انسان بڑے افسر کے چپراسی کو دیکھتے ہیں۔ اور اسے حقیر سمجھکر اس کے لائے ہوئے احکام کی پروا نہیں کرتے۔ در حقیقت وہ احکام افسر کے ہوا کرتے ہیں جو وہ لیکر آتا ہے۔ اس لئے اسکو حقیر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ بادشاہ کے احکام میں چھوٹے بڑے کا فرق نہیں ہوتا۔ اسلئے چپراسی کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ اسکی طرف دیکھنا چاہیئے جسکے حکم کو وہ لاتا ہے۔ اور جسکا حکم لاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ آیا

اور خدا کے احکام لایا۔ مگر دنیا نے اس کی مخالفت کی۔ اور ایسی مخالفت کی کہ اس کی جان تک لینے سے دریغ نہ کیا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ اس کے انکار کے بعد وبائیں آئیں۔ ابتلاء آئے لوگ دکھوں میں گرفتار ہوئے۔ جنگوں میں ڈالے گئے۔ زلزلوں سے زیر و زبر کئے گئے۔ طوفانوں سے برباد کئے گئے۔ قحط سے ہلاکت میں ڈالے گئے۔ کہیں قحط بارش کی قلت سے آئے تو کہیں کثرت بارش سے آئے۔ اور اگر ایک جگہ کے لوگ ایک ایک قطرہ کو ترستے گئے۔ تو دوسری جگہ اس کثرت سے بارش ہوئی کہ لوگوں کے کھیت کھڑے کے کھڑے سڑ گئے۔ پہلے قحط کبھی بارش کے نہ ہونے سے پڑتا۔ اور کبھی زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے فصلوں کے گل سڑ جانے سے پڑتا لیکن اس زمانہ میں یہ دونوں باتیں ایک وقت میں جمع ہو گئی ہیں۔ اور ان کے علاوہ ہر رنگ میں بلائیں آرہی ہیں۔ اور اس کثرت سے آرہی ہیں کہ کوئی چین سے زندگی بسر نہیں کر رہا۔ لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ ان کی زندگی ان پر تلخ ہو رہی ہے۔ اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کی زندگی موت سے بدتر ہے مگر تعجب ہے۔ کہ باوجود ایسی حالت کے پھر بھی وہ اس کے اس علاج کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ جو خدا نے ان دکھوں سے بچانے کے لئے مقرر کیا ہے یہ مانتے ہیں کہ دنیا میں خدا کا عذاب نازل ہے۔ جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ مگر اس پر غور نہیں کرتے کہ یہ کیوں آیا ہے

لنکا کی حالت

پچھلے ہفتے سیلون سے جو خط آیا ہے اس میں وہاں کے قحط کے حالات لکھے ہیں۔ جو نہایت ہی دردناک طور پر نہایت تفصیل سے لکھے ہیں۔ میں نے جب اس کا ابتدائی حصہ پڑھا تو خیال کیا کہ روپیہ کی مدد چاہتے ہونگے لیکن جس وقت میں اخیر پر پہنچا۔ تو ایک ایسا فقرہ پڑھا۔ جس سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہاں کے لوگوں کی حالت بہت ہی دردناک ہو گئی ہے۔ وہ فقرہ یہ ہے۔ کہ ہماری حالت نہایت ہی دردناک ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں چند بوریاں آٹے کی بھجوائی جائیں۔ ہم پر یوسف کے سے سال گذر رہے ہیں۔ ہم مدد چاہتے ہیں۔ لیکن روپیہ کی صورت میں نہیں۔ بلکہ غلہ کی صورت میں۔ کیونکہ یہاں روپیہ دے کر بھی غلہ نہیں ملتا۔ یہ فقرہ تھا کہ جس نے اس خطرناک حالت کو مجھ پر ظاہر کر دیا اور معلوم ہوا کہ وہ کن حالات میں سے گذر رہے ہیں۔

اسوقت جماعت کا کیا فرض ہے۔

ایسے وقت میں ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ پہلے سے زیادہ انابت الی اللہ اختیار کرے۔ اپنی اور تمام جماعت کی حفاظت کے لئے خواہ کہیں ہو۔ دعائیں کی جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ عذاب اور بلائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کے باعث آرہی ہیں۔ مگر اس کا ایک حصہ ہم کو بھی پہنچتا ہے۔ کیونکہ ہم بھی اسی ملک میں رہتے ہیں۔ جہاں حضرت مسیح موعود کا انکار کرنیوالے رہتے ہیں۔ دیکھو کفار عرب پر قحط کا عذاب آیا۔ مگر صحابہ نے بھی اس میں تکلیف اٹھائی۔ پھر اس کی وجہ یہ ہے کہ تا ہم اور جوش سے کلمۃ الحق کی تبلیغ کریں۔ کیونکہ اس میں پوری کوشش اور سعی سے کام نہ لینے کی وجہ سے خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے لوگوں کو ان تکالیف کا مزا چکھاتا ہے۔ جو دنیا پر آرہی ہیں تاکہ لوگوں کی قابل رحم حالت سے آگاہ ہو کر ہم جلد سے جلد اس نور اور خدا کے اس کلام کو جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ نازل ہوا۔ دنیا میں پہنچائیں۔ چونکہ ان بلاؤں سے ہمیں بھی ایک حد تک حصہ لینا پڑتا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنے لئے اور اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور نہایت تضرع سے دعائیں کرے۔ کہ خدا تعالیٰ سب کو اس قسم کی سختی اور تکلیف سے بچائے۔ جو ایمان کو ضائع کرنیوالی ہو۔

آمین۔

"نور افشاں" کی غلط بیانیاں

(۲)

معلوم ہوتا ہے۔ عیسائی اخبار نور افشاں کے ایڈیٹر صاحب اپنے اخبار کیلئے "گلدستہ اخبار" تیار کرتے وقت یا تو دوسرے اخبارات کو سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اس لئے صحیح اقتباس نہیں کر سکتے یا عجیب و غریب خبریں شائع کرنے کے لئے جان بوجھ کر جھوٹی خبریں تراشنا اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کی بات ہے۔ انہوں نے ۲۰ مئی کے نور افشاں میں "گلدستہ اخبار" کے زیر عنوان یہ گل کھلایا تھا کہ

"بقول الفضل قادیان احمدی پارٹی کے امیر کا انتخاب ہونیوالا ہے"

اس پر ہم نے یہ سمجھ کر نوٹس نہ لیا کہ شاید ایڈیٹر صاحب کو ۱۳ مئی کے الفضل کے اس نوٹ کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے جو بعنوان "غیر مبائعین کے امیر کا انتخاب" شائع ہوا تھا۔ لیکن یہ ایک طرح سے ہمارا حسن ظن تھا۔ ورنہ کوئی پڑھا لکھا باہوش انسان اس نوٹ کو پڑھ کر ہرگز ایسی غلطی میں مبتلا نہیں ہو سکتا تھا۔ خیر اسوقت ہم نے اسے معمولی فروگذاشت سمجھ کر جانے دیا۔ لیکن ۱۰ جولائی ۱۹۱۹ء کے نور افشاں کے "گلدستہ" میں یہ گل کھلا ہوا دیکھ کر کہ

"آجکل غیر احمدی مسلمان احمدی مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کرنا ترک کرتے چلے جا رہے ہیں"

ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ایڈیٹر صاحب جان بوجھ کر ہمارے متعلق غلط بیانی اور دھوکہ دہی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کیونکہ سوائے اس کے کہ مذکورہ بالا الفاظ کو انکے دماغ کی اختراع قرار دیا جائے اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اور کیسی صورت میں ان کا یہ لکھنا بہت ہی تعجب انگیز ہے جبکہ رشتہ ناطہ کے تعلقات ہم احمدی مسلمان غیر احمدیوں سے ترک کر رہے ہیں نہ کہ وہ چنانچہ ہر ایک احمدی اب تک تو مذہبی طور پر پابند ہے کہ کسی غیر احمدی سے اپنی لڑکی یا ہمشیرہ کا رشتہ نہ کرے۔ اور قومی مصلحت کی بناء پر ہمارے موجودہ امام کا یہ ارشاد ہے کہ سوائے کسی اشد ضرورت کے غیر احمدیوں کی لڑکیاں بھی نہ لی جائیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ احمدی مسلمان غیر احمدیوں سے رشتہ ناطہ کرنا ترک کرتے چلے جا رہے ہیں نہ کہ وہ ہم سے ترک کر رہے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب نور افشاں کو چاہیئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا خدا نے شوہر کو بیوی سے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے

مکرم جناب سید ممتاز علی صاحب مینیجر اخبار تہذیب نسواں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے "کہ آیا شرعاً یہ بات جائز ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے اس سے جھوٹ بولے" جو مضمون لکھا ہے۔ اس کو پڑھ کر مجھے بہت ہی حیرت ہوئی۔ تعجب ہے۔ کہ ایک طرف تو آپ نے یہ تحریر کیا ہے۔ کہ "قرآن شریف میں تو نہیں۔ لیکن احادیث میں بے شک بعض موقعوں پر جھوٹ بولنے کا جواز پایا جاتا ہے۔" جس کا مطلب یہ ہے، کہ آپ اسبات کو مانتے ہیں کہ قرآن شریف میں کسی موقعہ پر بھی جھوٹ بولنے کا جواز نہیں پایا جاتا۔ لیکن دوسری طرف بیوی سے خاوند کا جھوٹ بولنا جائز قرار دیتے ہوئے آپنے لکھا ہے "کہ ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ نے اجازت دی ہے۔ کہ خدا کی ناخوشی کا بوجھ اٹھالو (یعنے جھوٹ بولو) مگر بیوی کو ناخوش نہ کرو" اور اس کے ساتھ ہی آپنے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "خدا کی شریعت کے احکام میں نہایت باریک راز اور مصلحتیں مخفی ہیں۔ جو قرآن کریم کو بار بار پڑھنے اور غور کرنے سے کھلتی ہیں"۔ گویا خاوند کے بیوی سے جھوٹ بولنے کا باریک راز اور مخفی مصلحت آپ پر قرآن کریم کے بار بار پڑھنے سے کھلی ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جب قرآن کریم میں کسی موقعہ پر بھی جھوٹ بولنے کا جواز نہیں پایا جاتا۔ تو پھر اور کس جگہ اللہ تعالےٰ نے شوہر کو بیوی سے جھوٹ بولکر اپنی ناخوشی کا بوجھ اُٹھانے کی اجازت دی ہے۔ اگر احادیث میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ تو اس کو اللہ تعالےٰ کی اجازت نہیں کہا جاسکتا۔ اور یہ تو شاید آپ کو بتانے کی ضرورت نہ ہوگی کہ احادیث کے نام سے جو باتیں مشہور ہیں۔ وہ ساری کی ساری ماننے کے قابل نہیں ہوتیں۔ اور اس کے متعلق علماء اور فقہاء نے بڑی بحثیں کی ہیں آپ مہربانی فرماکر اسبات کو صاف فرمادیں۔ میں اس سوال کے متعلق اپنی جماعت کے علماء سے درخواست کرنیوالی ہوں۔ امید ہے وہ اسپر روشنی ڈالینگے۔ نتیجہ سے آپ کو اطلاع دونگی۔

خاکسار ہاجرہ بیگم از قادیاں

علمائے جماعت احمدیہ کی خدمت میں گذارش

اخبار تہذیب نسواں میں ایک خاتون کی طرف سے یہ سوال اُٹھایا گیا تھا۔ کہ آیا شرعاً یہ بات جائز ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے اس سے جھوٹ بولے۔ اگر واقعی جائز ہے۔ تو قطع نظر اس کے کہ جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے۔ بیوی کی اس سے زیادہ ذلت کیا ہوسکتی ہے۔ اس کے جواب میں ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء کے تہذیب میں جھوٹ بولنے کے جائز ہونے کے متعلق تحریر لکھا گیا ہے کہ "قرآن شریف میں تو نہیں۔ لیکن احادیث میں بے شک بعض موقعوں پر جھوٹ بولنے کا جواز پایا جاتا ہے۔ میرے سامنے اسوقت کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے۔ مگر اتنا یاد پڑتا ہے کہ تین حالتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیگئی ہے ایک تو لڑائی کی بعض حالتوں میں۔ دوسرے دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے۔ تیسرے بیوی کو خوش کرنے کے لئے"

اور بیوی کی ذلت کے متعلق لکھا گیا ہے کہ "یہاں دو باتوں میں سے ایک بات کی مجبوری ہے یا آدمی جھوٹ بولیگا۔ اور خدا کو ناخوش کرکے گنہگار ہوگا۔ یا بیوی کو خوش کریگا۔ ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ نے اجازت دی ہے کہ خدا کی ناخوشی کا بوجھ اُٹھالو مگر بیوی کو ناخوش نہ کرو۔" محترمہ حمیدہ خاتون (سائلہ) غور کریں اس سے بیوی کی ذلت ثابت ہوتی ہے یا اس کی "بہت بڑی فضیلت" میرے خیال میں جس طرح سے بیوی کی "بہت بڑی فضیلت" ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی بجائے اگر کچھ نہ کیا جاتا تو بہت اچھا ہوتا۔ خدا کی ناخوشی کے مقابلہ میں بیوی کی ناخوشی حقیقت ہی کیا رکھتی ہے اور وہ مرد جو بیوی کی بے جا ناخوشی کا بوجھ نہیں برداشت کرسکتا۔ خدا کی بجا ناخوشی کا بوجھ اُٹھانے کی طاقت کہاں سے لائے گا۔ پھر یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ جھوٹ بولکر بیوی کو خوش کرنے سے اسکی فضیلت کس طرح ثابت ہوتی ہے۔ اور فضیلت بھی کس پر۔ خدا پر۔ کہ خدا کو ناخوش کرلو۔ مگر بیوی کو نہ کرو۔ یہ اور اسی طرح کے اور بہت سے اعتراض اس جواب پر پڑتے ہیں۔ جو تہذیب میں دیا گیا ہے چونکہ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے عالم موجود ہیں۔ جو ہر ایک مذہبی مسئلہ پر بہت اچھی طرح روشنی ڈال سکتے ہیں اس لئے میں ان کی خدمت میں گذارش کرتی ہوں کہ اس سوال کا جواب اخبار میں شائع فرمادیں تاکہ میری طرح اور بھی بہت سی بہنیں اس سے فائدہ اٹھاسکیں

والسلام

خاکسار ہاجرہ بیگم از قادیان

صداقتِ مسیح موعودؑ

اس عنوان سے گذشتہ پرچہ میں جناب حافظ روشن علی صاحب کی جو نہایت مدلل اور پُر زور تقریر شائع ہوچکی ہے اسے دفتر تالیف و اشاعت نے بغرض تبلیغ الگ بھی چھپوایا ہے۔ اور اس خیال سے کہ احباب اس کی متعدد کاپیاں خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں اور خود بھی فائدہ اٹھائیں قیمت بہت ہی کم یعنی ۱۲ روپے سیکڑا (۱) فی کاپی رکھی گئی ہے احباب بہت جلدی مندرجہ ذیل پتہ سے منگوالیں

دفتر ناظر صاحب تالیف و اشاعت قادیان

علاقہ میسور میں تبلیغ احمدیت

میر کلیم اللہ صاحب کے جوش اور خلوص کی وجہ سے اللہ تعالے نے شیموگہ میں بہت اچھی تبلیغی کامیابی عنایت کی۔ عوام سے لے کر امام مسجد۔ قاضی شہر اور رئیس شہر تک ہر ایک کو تبلیغ کی۔ جب تک عاجز وہاں رہا۔ ہر شب کو بعد از تراویح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور صداقت پر لیکچر دیتا رہا۔ وفات مسیح اور دعوی مسیحیت و مہدویت اور ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت وغیرہ بہت سے لیکچر ہوئے۔ شیموگہ کے لوگ بہت شوق سے آتے تھے۔ اور دو دو بجے بلکہ تین تین بجے شب تک محویت کے ساتھ لیکچر سنا کرتے تھے۔ لوگوں کے مکان پر بھی جاکر تبلیغ کی گئی ۔

کامیاب مباحثہ

شیموگہ میں دو مباحثے بھی ہوئے مولوی سید عبد الکریم صاحب نے پہلے روز کے مباحثہ میں مجبور ہو کر اپنی لاعلمی کا اقرار کیا۔ اور بالکل لاجواب ہو گئے۔ اور آخر میں کہا۔ کہ مجھ کو کم از کم چار روز کی مہلت دیں تاکہ میں پوری طرح سے تیاری کر کے پھر مباحثہ کروں باوجودیکہ مولوی صاحب پورے سامان اور کامل تیاری کے ساتھ آئے تھے۔ ثناء اللہ۔ انوار اللہ ابو احمد وغیرہ کی کتابیں اپنے ساتھ رکھتے تھے لیکن میں نے ان کی خواہش پر انہیں چار روز کی مہلت دے دی تاکہ آس پاس کے مولویوں کو بھی بلالیں اور سیالکوٹی۔ امرتسری۔ حیدرآبادی۔ مونگھیری وغیرہ کی کتابوں کا بھی اچھی طرح مطالعہ کر لیں چنانچہ چوتھے روز دوسرا مباحثہ اسکول میں ہوا بہت سے لوگ جمع تھے۔ مولوی سید عبد الکریم صاحب بہت سی کتابوں کی قطار لگائے بیٹھے تھے۔ وفات مسیح پر باتیں شروع ہوئیں۔ لیکن ابھی دو چار ہی باتیں شروع ہوئی تھیں۔ کہ مولوی صاحب سخت مرعوب ہو گئے۔ اور صاف اقرار کیا کہ ہم مباحثہ نہیں کر سکتے ہیں ہمیں معاف فرما دیں۔ کسی اور عالم کو باہر سے بلوائینگے تب مباحثہ کرینگے۔ لوگوں کو ان کے اس جواب پر سخت حیرت ہوئی۔ کیونکہ شیموگہ میں بڑے بولنے والے مشہور مولوی تھے۔ اور لوگوں نے روپیہ جمع کر کے دیا تھا۔ کہ جسقدر ہمارے سلسلہ احمدیہ کے خلاف کتابیں شائع ہوئی ہیں سب منگوا کر مطالعہ کریں۔ چنانچہ وہ سب کتابیں موجود تھیں۔ اور مولوی صاحب مہینوں مطالعہ کر چکے۔ اور چار روز میں خاص مطالعہ کیا تھا۔ اور لوگوں میں سلسلہ کے خلاف بہت کچھ زہر اگلتے تھے اور ڈینگیں مارتے تھے۔ لیکن اسوقت ان کی یہ حالت ہو گئی کہ بات نہیں نکلتی تھی۔ اور کہنے لگے کہ معاف کریں ہم مباحثہ نہیں کر سکتے ہیں۔ دوسرے مولوی کو بلائیں گے تب بحث کرینگے وغیرہ ۔

جب میں نے مولوی عبد الکریم صاحب کو کھلے کھلے اپنی کمزوری کا اقرار عام مجمع میں کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ اگر اسوقت ہماری موجودگی میں اور عام مجمع میں آپ مباحثہ نہیں کرتے ہیں اور نہ کچھ اعتراض کرنے کا حوصلہ کرتے ہیں۔ تو پھر کب تک آپ باہر سے کسی عالم کو بلوائیں گے۔ اس کے متعلق آپ ایک تحریر لکھدیں تاکہ اسوقت ہم بھی موجود رہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے کوئی تحریر نہ دی۔ اور نہ وفات مسیح کے سوا کسی اور مضمون پر خود مباحثہ کرنے کے لئے راضی ہوئے ۔

وفات مسیح پر لیکچر

مجمع منتشر ہونے کو تھا کہ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ ہم لوگ دور دور سے آئے ہیں۔ مولوی صاحب تو مباحثہ کرتے نہیں۔ آپ ہی ہم لوگوں کو وفات مسیح کے دلائل سنائیں۔ چنانچہ لوگوں کی خواہش پر عاجز نے اسپر بہت دیر تک تقریر کی۔ جس کا ان پر بھی جو سخت سے سخت مخالف بن کر آئے تھے۔ خدا کے فضل سے بہت گہرا اثر ہوا۔

ایک مست شرابی کا اعتراض

اسوقت مولوی عبد الکریم صاحب کے ساتھ ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس کو مولوی صاحب خود اپنے ساتھ لائے تھے۔ وہ نشہ میں تھا اور اسی طرح اور بھی کچھ لوگ آئے تھے تاکہ شرارت کریں۔ لیکن خدا کے فضل سے ان پر اثر ہوا لیکن یہ شخص جو کہ مولوی صاحب کے ساتھ ملکر بیٹھا ہوا تھا۔ مولویصاحب سے مشورہ کر کے سوال کے لئے اٹھا۔ اور اس نے کہا کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی مسیح یا نبی کی کیا ضرورت ہے۔ قرآن میں تو لکھا ہے کہ اب نبی نہیں آئیگا۔ پھر مرزا صاحب کو نبی یا مسیح ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ مینے کہا لو یہ قرآن مجید ہے۔ دکھاؤ تو اس میں کہاں لکھا ہے کہ اب نبی نہیں آئیگا۔ اسپر اس نے کہا کہ میں اسوقت قرآن کو چھو نہیں سکتا ہوں۔ مینے کہا اور باتوں کو چھوڑ کر اس وقت تمہارا ہی وجود حضرت مرزا صاحب اور ان کی نبوت کی ضرورت کو ثابت کر رہا ہے۔ غور تو کرو کہ یہ مذہبی مباحثہ ہے مسلمانوں اور سیدوں کا محلہ ہے۔ اور ماہ رمضان جیسا مبارک مہینہ ہے۔ مگر تمہاری ایسی ابتر حالت ہے۔ کہ قرآن کریم کو چھو بھی نہیں سکتے کیا اب بھی کہو گے کہ مجھ کو کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ تمہاری حالت اور تمہارا وجود ہی بتا رہا ہے کہ اللہ تعالے نے عین وقت پر اور ضرورت پر حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ یہ کہکر میں اس کے ہاتھ میں قرآن دینا چاہتا تھا۔ اور وہ پیچھے ہٹتا تھا۔ اس کا عام لوگوں پر بہت اثر ہوا۔ پھر مینے اچھی طرح بتایا کہ مسلمانوں کی کیسی ابتر حالت ہو گئی ہے۔ وہ مولوی صاحب جو شراب پلا کر اس شخص کو ساتھ لائے۔ اور جن کے کہنے پر یہ شخص اعتراض کے لئے اٹھا تھا۔ وہ بھی اسوقت اس کی کچھ مدد نہ کر سکے۔ جب سخت ذلت اور رسوائی دیکھی تو اٹھکر باہر چلے گئے۔ اور اس بد مست معترض کو

پھر اعتراض کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ جلسہ برخاست ہوا بعد کو معلوم ہوا کہ وہ بدمست شرابی جاتے وقت نالے میں گر پڑا ؞

شب کی تقریر

اُسی روز شب کے وقت عاجز کی تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور ثبوت پر ہوئی۔ خدا کے فضل سے بہت لوگ آئے۔ اور اسقدر محویت سے سنتے رہے کہ تین بج گئے۔ لیکن درمیان میں کوئی نہ اٹھا۔ آخر کو کریم خان صاحب احمدی کے کہنے پر عاجز نے تقریر بند کی۔

بیعت کرنیوالوں کی تعداد

اس سفر میں خدا کے فضل سے ۱۰۱ - آدمی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ؞

ایک ہفتہ کے اندر مسجد بن گئی

میر کلیم اللہ صاحب شیموگہ میں ایک احمدی تھے۔ اور اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب خدا کے فضل سے جب ایک جماعت ہو گئی تو ضرورت محسوس کر کے میر کلیم اللہ صاحب نے عاجز کے ہاتھ سے ایک مسجد کی بنیاد ڈلوائی۔ اور خدا کے فضل سے ایک ہفتہ کے اندر مسجد تیار ہو گئی۔ اور میں نے اس نئی مسجد میں نئی جماعت کو ساتھ لے کر نماز جمعہ ادا کی ؞

ایک ہندو مشرف باسلام ہوا

خطبہ سے پہلے اسی مسجد میں اس وقت ایک ہندو مرہٹہ قوم کا عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایمان لاکر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ عاجز نے اس کا نام فضل حق رکھا ؞

مہاراجہ صاحب میسور کی سالگرہ پر تقریر

مہاراجہ صاحب میسور کی سالگرہ کی تقریب پر شیموگہ کے اسکول میں مجھے بھی مدعو کیا گیا۔ اور اس موقعہ پر عاجز کی تقریر علم اور اطاعت پر ہوئی ؞

ٹمکور میں تبلیغ

شیموگہ سے تقریباً ۱۳۸ میل کے فاصلہ پر بنگلور کے قریب ٹمکور ایک شہر ہے۔ شیموگہ سے روانہ ہو کر میر کلیم اللہ صاحب اور حکیم حافظ عبد الرحمٰن صاحب کے ساتھ یہ عاجز ٹمکور پہونچا۔ میر کلیم اللہ صاحب کا اصلی وطن ٹمکور ہی ہے۔

ٹاؤن ہال میں لیکچر

میر امیر حسن صاحب جو کہ میر کلیم اللہ صاحب کے بھائی ہیں۔ ان کی اور ان کے دوست سید صاحب کی کوششوں سے ٹمکور کے ٹاؤن ہال میں عاجز کا ایک لیکچر زندہ مذہب پر ہوا۔ تقریر کے بعد اعلان کیا گیا۔ کہ کسی کو ہمارے سلسلہ احمدیہ کے متعلق کچھ پوچھنا ہو۔ تو میر امیر حسن صاحب کے مکان پر بخوشی آئے۔ اور دریافت کر لے۔ اسکے علاوہ تین تبلیغی تقریریں عاجز کی عورتوں اور مردوں میں ہوئیں

ختم نبوت پر مباحثے

دو مباحثے ختم نبوت پر دو مولویوں کے ساتھ ہوئے۔ ایک مولوی محمد یوسف صاحب کے ساتھ دوسرا مولوی عبد الکریم صاحب کے ساتھ میر کلیم اللہ صاحب نے ان مولویوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنے احمدی عالم کو بلوائینگے۔ اور ختم نبوت پر مباحثہ کرائینگے۔ اور اسی غرض سے وہ مجھ کو ٹمکور لے گئے تھے۔ ہمارے پہونچنے پر ٹمکور کے مولویوں نے بہت ادہر اُدہر کے بہانے کئے لیکن میر کلیم اللہ صاحب نے ان کو مجبور کر کے مباحثہ پر آمادہ کیا۔ یہاں تک کہ امن کی ذمہ داری بھی خود ہی لی۔ اور رقعہ لکھ کر مولوی صاحبان کو دیدیا۔ میر کلیم اللہ صاحب کی کوشش خدا کے فضل سے کامیاب ثابت ہوئی۔ ختم نبوت کی بحث میں ہر دو مولوی صاحبان سخت لاچار اور لاجواب ہوئے۔ اور ان لوگوں کے سامنے ہوئے جن کے سامنے یہ لوگ لمبی لمبی تقریریں اس امر پر کر چکے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی طرح کا نبی نہیں آئے گا۔ اگر نبی ہوتے تو حضرت عمرؓ ہوتے یا حضرت علیؓ ہوتے۔ اب جو آئیگا دجال ہی آئے گا۔ اور لا نبی بعدی وغیرہ سُنا چکے تھے۔ جب عاجز نے ان لوگوں کے سامنے ختم نبوت اور اس کی حقیقت کو پوری تشریح سے سُنایا تو سامعین پر نہایت عمدہ اثر ہوا۔ اور مولوی صاحبان سخت حیران ہوئے۔

غیر احمدی مولوی کی بد خلافی

مولوی محمد یوسف صاحب کہ پہلے مباحثے میں جب ہر طرح سے لاجواب ہو گئے۔ تو بہت زور میں آکر یہ کہنے لگے کہ خاتم النبیین کے بعد شریعت والی نبوت بند ہے۔ اور شریعت محمدیہ کے ماتحت نبی آسکتا ہے۔ یہ سوائے قادیانی ٹولی کے علماء کے آج تک کسی نے نہیں کیا۔ اگر کسی عالم یا کسی مُفسر یا کسی بزرگ کا قول دکھادیں تو ہم اسی وقت احمدی ہو جائینگے چونکہ مولوی صاحب بہت زور میں آگئے تھے۔ اس لئے مَیں نے کہا کہ مولانا! مہربانی فرما کر آپ اپنے ان جملوں کو بلند آواز سے تین بار دہرائیں تاکہ بعد کو آپ بھول نہ جائیں اور سامعین کو بھی اچھی طرح یاد رہے۔ جب مولویصاحب کی تقریر ختم ہو چکی۔ تو عاجز نے تمام باتوں کا جواب دیتے ہوئے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی۔ امام شعرانی۔ مولانا شاہ ولی اللہ۔ مولانا عبد الحی۔ مولانا قاسم نانوتوی وغیرہ بزرگوں کے اقوال ایک ایک کر کے مع حوالہ کتاب وصفحہ سنائے۔ اور مولوی صاحب سے کہا کہ اگر آپ اپنے معاہدے کے پکے اور زبان کے سچے ہیں تو فوراً احمدی ہو جائیں ان بزرگوں کے اقوال سنانے کے وقت مولوی محمد یوسف صاحب کی حالت عجیب تھی۔ اور کچھ بولنے کی جرأت نہیں رہی تھی۔ ٹمکور کے عوام وخواص کے سامنے ان کو اپنے ہی قول سے نہایت شرمندگی اُٹھانی پڑی۔ کیونکہ خود ہی انھوں نے بحث سے لاچار ہو کر اس امر پر زور دیا تھا کہ اگر قادیانی ٹولی کے سوا کسی بزرگ اور امام کا قول بھی آپ دکھائینگے۔ تو اسی وقت ہم احمدی ہو جائیں گے مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے اپنا وعدہ پُورا نہ کیا۔ اور لوگوں پر بھی ثابت کر دیا کہ نہ تو دل میں ان کے تقوےٰ ہے اور نہ ان کی زبان پر صداقت ہے۔ صرف مخالفت میں اندھے ہو رہے ہیں۔

دوسرے مولویصاحب سے گفتگو

مولوی محمد یوسف صاحب کے لاجواب ہونے کے بعد مولوی عبد الکریم صاحب اُٹھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ کہوں۔ مَیں نے کہا آپ بھی شوق سے جو چاہیں کہیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا وہ ہماری تائید میں تھا انھوں نے اقرار کیا کہ واقعی آپنے قرآن وحدیث سے اور اقوال ائمہ سے ثابت کر دیا ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد شریعت کے ماتحت نبی آسکتا ہے۔ لیکن مجھے یہ بتائیں کہ ایسے نبی

صحابہ اور دیگر اولیاء اللہ کیوں نہ ہوئے ۔ میں نے کہا کہ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کو نبی کہا ہے ۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ نبی اور رسُول بے وقت اور بے ضرورت نہیں آتا ۔ اور نہ بے ضرورت کسی کو نبوت ملتی ہے ۔ خدا نے اسوقت ضرورت دیکھی ۔ اس لئے اس زمانہ میں نبی مبعوث فرمایا چوتھا جواب یہ ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ۔ عیسیٰ و موسیٰ و داؤد ۔ ابراہیم ۔ نوح اور آدم کو خاتم النبیین کیوں نہیں بنایا ۔ اور انی رسُول اللّٰہ الیکم جمیعًا کا مرتبہ کیوں نہ دیا ۔ اور کیوں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص کر یہ مرتبہ دیا ۔ ما جوابکم فھو جوابنا ۔

دوسری بات مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ کہی کہ اگر حضرت مرزا صاحب نے نبی اور رسُول ہونے کا دعویٰ کیا ہے ۔ تو حالت سکر میں کیا ہے ۔ جیسا کہ بہت سے اولیاء اللہ نے حالت سکر میں بہت سی باتیں کی ہیں ۔ اور سکر کی باتیں حجت نہیں ہو سکتی ہیں ۔

میں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نے حالت سکر میں یہ دعوےٰ نہیں کیا ہے ۔ بلکہ کمال بیداری اور ہوشیاری میں دعوےٰ کیا ۔ اور شائع کیا ہے ۔ اور ان کے دعوےٰ کی بنیاد خدا کی قطعی اور یقینی وحی اور اس کا الہام ہے اگر اس کو بھی آپ سکر ہی کہیں گے ۔ تو کیا وجہ ہے ۔ کہ تمام انبیاء کے دعاوی کو بھی سکر کی باتیں کہکر انکار نہ کر دیا جاوے ۔ ما جوابکم فھو جوابنا ۔

علاوہ بریں اولیاء اللہ کے دعاوی کو سکر بھی کہنا اور اسی بناء پر ان کو ولی اللہ سمجھنا ۔ یہ عجیب معمہ ہے ۔ اگر تاڑی شراب ۔ گانجا ۔ بھنگ یا معجون فلک سیر وغیرہ کے نشہ اور سکر میں ان ولیوں نے ڈینگیں ماری ہیں تو بیشک یہ ناپاک سکر ہے ۔ اور ایسے بدمستوں کو ولی کہنا تو الگ رہا ۔ بھلا آدمی بھی نہیں کہا جا سکتا ہے ۔ لیکن اگر آپ کہیں کہ تاڑی شراب وغیرہ کا نشہ نہیں تھا ۔ بلکہ خدا کے عشق محبت اور اس کے عرفان کا نشہ تھا ۔ تو پھر آپ ہی بتائیں کہ اس سے بڑھ کر حق اور قابل قبول بات اور کیا ہوگی الحق کا قرب پا کر انسان حق بولیگا یا جھوٹ کا عادی ہو جائیگا ۔ القدوس کا قرب حاصل کر کے انسان تمام لغو اور کذب سے پاک ہو جائیگا یا تاڑی بازوں شرابیوں کی طرح جھوٹ بولیگا ۔ ایک طرف تو آپ ولیوں کو خدا کا دوست کہتے ہیں ۔ اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ وہ نشہ میں ایسے بڑبڑاتے تھے ۔ جسطرح شرابی بڑبڑاتا ہے ۔ اور جسطرح ایک شرابی کی بات قابل قبول نہیں اسی طرح ولیوں کی باتیں قابل قبول اور حجت نہیں ۔ اگر اس کا نام پاک سکر ہے ۔ تو پھر اس سے علیحدہ رہنا اور اس کو نہ ماننا ناپاکی ہے ۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سے کہا گیا کہ اگر آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہوں تو کہیں ۔ لیکن انھوں نے کہا کہ آج نہیں کل پوری طرح تیار ہو کر آؤں گا ۔ چنانچہ ان کے اصرار پر دوسری شب کو بھی مناظرہ کا اعلان ہوا ۔ مولوی محمد یوسف صاحب تو زبان ہار چکے تھے ۔ وہ تو رات ہی کے وقت بنگلور روانہ ہو گئے تاکہ وہاں سے اور مولویوں کو لائیں ۔ اور اپنی ذلت کو مٹائیں ۔ ادھر مولوی عبدالکریم صاحب نے ۲۴ گھنٹے پوری تیاری کی ۔ لیکن جب وقت آیا ۔ اور تمام لوگ جمع ہو گئے ۔ تو نہ مولوی یوسف صاحب آئے ۔ اور نہ بنگلور سے کوئی کمک پہونچی ۔ کچھ دیر کے بعد صرف مولوی عبدالکریم آئے ۔ انھوں نے آتے ہی دو گھنٹہ تک مثنوی خوانی کی ۔ اور ادھر ادھر کی بالکل غیر متعلق باتیں بنا کر اپنا وقت ضائع کیا ۔ لوگ بھی حیران تھے ۔ لیکن میں اطمینان سے مولوی صاحب کی ساری غیر متعلق باتیں یہ سمجھ کر سُنتا رہا کہ مولوی صاحب اسوقت حالت سکر میں ہیں شاید مولوی صاحب نے یہ سمجھا تھا کہ رمضان کی شب میں اسطرح لوگ ایک ایک کر کے چلے جائینگے لیکن سامعین بھی غضب کے تھے ۔ وہ عاجز کی تقریر کے انتظار میں تھے ۔ مجبور ہو کر مولوی صاحب نے کل والی باتوں کو پھر دُہرایا ۔ اور بیٹھ گئے ۔ مولوی صاحب کی مثنوی خوانی کی وجہ سے مقابلتاً مجھے بھی بہت سا اور کافی وقت تقریر کے لئے مل گیا ۔ اس لئے میں نے اسدن اور زیادہ تشریح سے تمام باتوں کو بیان کیا تین بجے شب کے جلسہ مناظرہ برخاست ہوا ۔ مولوی صاحب نے پھر یہ نہ کہا کہ ہم کل بھی مباحثہ کرینگے ۔ خموش اٹھ کر چلے گئے ۔

اللہ تعالےٰ کے فضل سے لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا نبوت کے نام سے جو مولوی صاحبان عوام کو ڈرایا کرتے تھے اسی مضمون کو عوام اور خواص نے زیادہ پسند کیا ۔ اور لوگوں نے اقرار کیا کہ ایسے اعلےٰ مضامین اور پاکیزہ خیالات ہمارے باپ دادوں نے بھی کبھی نہیں سنے ہونگے ۔ فالحمد للّٰہ علےٰ ذالک ۔

تعداد مُبایعین

ٹمکور میں ۲ مرد اور آٹھ عورتیں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں ۔ بیعت کرنے والی عورتیں خدا کے فضل سے تعلیم یافتہ ہیں اور معزز خاندان سے ہیں ۔ وعظ و لیکچر سننے کے اور شرائط بیعت پڑھنے کے بعد خود ان سب نے اپنے اپنے نام لکھ کر دیئے

ادنےٰ خادم ۔ خلیل احمدؐ از بمبئی

نظم

محمود کے جو نُور سے حصہ لیا کریں
زاہد ترا وہ خشک ڈیالے کے کیا کریں

پروانے گرد شمع ہی جمع ہوئے مدام
محفل میں تیری شمع نہ ہووے تو کیا کریں

جس حُسن میں نہ جذب ہو وہ حسن ہی نہیں
کیوں عاشق ایسی صورتوں پہ دل دیا کریں

پرکھے گئے تھے عشق و ہوس امتحاں کے وقت
ہم بوالہوس نہیں ہیں جو ترک وفا کریں

یا ربّ تو نے کیوں دیئے ہم کو کروڑ دل
قربان تا کہ روز نیا دل کیا کریں

پھوٹے وہ آنکھ جسکو نہ ہو شوق دید حسن
یا رب نہ یار جنہیں ہو وہ دل جلا کریں

شوق شہید ناز ہے اے بکبلو یہی
بخیہ کفن کا خار مغیلاں سیا کریں

احمدؐ تو عرض حال کر کے دیکھ تو سہی
کیا بات ہے جو تیرے لئے وہ دعا کریں

اشتہارات

احمدی حمائل شریف مترجم

مع حوالجات قرآنی وحوالجات کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام شمولہ فہرست مضامین قرآنی و معیار تفسیر صحیح وطریق تلاوت قرآن کریم فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفہ اول رض و حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ و فہرست مقطعات مع معانی چھپ کر تیار ہے - اور ۲۲ - جولائی سنہ ۱۹۱۹ء سے خریداروں کے پاس ارسال ہونی بھی شروع ہو گئی ہے - دیگر احباب بھی بغرض خریداری جلد درخواستیں بھیجیں - قیمت للعہ

رعایت بقر عید تک

صرف خریداران حمائل کو مندرجہ ذیل کتب نصف قیمت پر دی جائینگی بشرطیکہ فرمائش دو روپیہ سے کم نہ ہو مگر تاجروں کے لئے یہ رعایت نہیں ؛

تصانیف حضرت مسیح موعود

- پیغام امام ۳٫۰ر
- لا الہ الا اللہ ۲ر
- لیکچر سیالکوٹ ۲ر
- آخری لیکچر ۱ر
- اسلامی اصول کی فلاسفی ۱۰ر
- خطبہ عید الفطر ۱٫۰ر
- ارے وقت کی دعا ۱ر
- در مکنون عہ
- اکیلے وقت کی دعا ۱ر
- الیس اللہ بکاف عبدہ ۱ر

متفرق

- النبوۃ فی القرآن ۴ر
- زندہ مذہب ۲ر
- تردید کلمہ فصل / رحمانی } ۳ر
- پارہ اول ۱ر
- صداقت اسلام پر شہادت لیکھرام باتصویر فی سینکڑہ ے ر
- پیغامی مبلغ کے جوابات فی سینکڑہ ے ر
- بابا نانک کے مسلمان ہونے پر دلائل - فی سینکڑہ عگر
- سلمانوں کی حالت زار پر نظم مسیح موعود فی سینکڑہ ۱۲ر

سرمہ چشم آریہ - جو سال بھر سے ختم شدہ ہے - پرانے چھاپے کی چند جلدیں میسر آئی ہیں اصل قیمت بارہ آنے مگر خریداران حمائل شریف سے دس آنے (۱۰ر)

قاعدہ یسرنا القرآن مکمل ۴ر - حصہ اول ۱ر ہر دو بھی پتہ ذیل سے طلب کریں

محمد فخر الدین احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان دارالامان (گورداسپور)

ضرورت نکاح

بوجہ غیر احمدی رشتہ داروں میں شادی ہو جانے کے بندہ تکلیف میں ہے - اب ارادہ احمدی خاندان میں نکاح ثانی کا ہے - اگر قادیان سے یا دیگر اصحاب تعلقات پیدا کرنا چاہیں تو پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں - خاکسار موضع دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور کا باشندہ ہے - عمر ۲۸ سال ہے - تنخواہ فیلڈ پر ۵۰ کے قریب ملتی ہے - رشتہ بیوہ یا کنواری ہو

شیخ عبد المجید پوسٹل کلرک

بمقام برکھ - براستہ کوئٹہ - ملک بلوچستان -

نہایت عمدہ ٹسری مال

بھاگلپور کا نہایت عمدہ ٹسر کا مال - پگڑی ہر قسم کوٹ اور قمیص کا کپڑا میں نے احباب کے فائدہ کے لئے منگوایا ہے - حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب جس قسم کی سبز پگڑی باندھتے ہیں - اس قسم اور دوسرے رنگوں کی بکفایت مہیا کی جاسکتی ہیں - جو صاحب جس قسم کی پگڑی یا کوٹ - قمیص کا کپڑا منگوانا چاہیں - خاکسار کو اطلاع دیں - نیز سلسلہ احمدیہ کی ہر قسم کی کتب مجھ سے منگوائیں -

المشتہر محمد عامل بھاگلپوری - قادیان - گورداسپور

بعدالت جناب منشی فضل الرحمن خان صاحب منصف درجہ اول بٹالہ

مقدمہ ۴۶۷ سنہ ۱۹۱۹ء

رادھا کشن ولد کانشی رام سکنہ چتوڑ گڈھ — بنام — حیات ولد امام الدین جٹ مسلمان سکنہ لودھی ننگل حال وارد کراچی ملازم کارخانہ ریلوے ورکشاپ معرفت

از انجا کہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں حیات ولد امام الدین مدعا علیہ پر معمولی طریقہ سے تعمیل سمن نہیں ہو سکتی - اس لئے اشتہار ہذا جاری کیا جاتا ہے - کہ اگر حیات ولد امام الدین مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹ء اصالتاً یا وکالتاً یا مختارتاً حاضر عدالت نہیں ہوگا تو مقدمہ کی سماعت یکطرفہ عمل آئیگی -

بثبت دستخط میرے اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۸ جولائی ۱۹ء جاری کیا گیا -

دستخط

منصف درجہ اول بٹالہ

سامان سکول ہائے و دفاتر کے لئے احمدیوں کا اپنا کارخانہ کھلا ہوا ہے

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں دسترس رکھتے ہوں - اطلاع دیجاتی ہے کہ کارخانہ ہذا میں حسب ذیل چوبی سامان بنکر تیار رہتا ہے -

(۱) سنگل ڈیسک -	(۷) سائنس الماری -
(۲) ڈبول ڈیسک -	(۸) ایوارنگ سیک شیلف -
(۳) ٹیچر ڈیسک -	(۹) میپ ریک -
(۴) اسٹول -	(۱۰) میپ سٹینڈ -
(۵) لیکچر گیلری -	(۱۱) بال فریم -
(۶) سائنس ٹیبل -	(۱۲) فائل باسکٹ -

بوقت ضرورت طلب فرماویں

پتہ - ایم فیض احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ورکس

جموں توی

ممالک غیر کی خبریں

سابق قیصر بیمار ہے (امروجن ۱۶- جولائی) سابق قیصر بیمار ہے - رات بھر ڈاکٹر اس کے پاس رہا ❊

سابق قیصر کی مراجعت لنڈن ۱۸- جولائی - اخبار "پوپولو اطالیہ" رقمطراز ہے کہ جرمن گورنمنٹ نے سابق قیصر کو جرمنی واپس آنے کی اجازت دیدی ہے ❊

سابق قیصر کا بدل نامنظور پیرس ۱۸- جولائی مجلس جواب دہندگان نے کونسل اعظمی کی خدمت میں ایک رپورٹ پیش کی ہے کہ سابق قیصر کے بدلے کسی اور پر ہرگز مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا ❊

مسٹر چرچل کو حادثہ لنڈن ۱۹- جولائی - اخبار ڈیلی ایکسپریس رقمطراز ہے کہ مسٹر چرچل مقام کرائی ڈن پر بہت بری طرح سے ہوائی جہاز کے دھماکے سے تھرا گئے ❊

محکمہ احتساب (لنڈن ۱۶- جولائی) دار العوام لنڈن میں مسٹر فارسٹر نے بیان کیا کہ ۲۳- جولائی نصف شب سے تاروں پر احتساب منسوخ کردی جائیگی - جس کے بعد رنج کے کوڈ بھیجنے کی اجازت ہوگی ❊

ایک ہوائی جہاز کی ہندوستان کو روانگی (لنڈن ۱۵- جولائی) ہوائی جہاز نمبر ۳۲ جو ہوائی جہاز نمبر ۳۳ کے مطابق بنا ہوا ہے ہفتہ بھر میں روم اور قاہرہ کے رستے ہندوستان کو جائیگا ❊

مسٹر ولسن امریکہ میں (واشنگٹن ۱۵- جولائی) سینٹ کی سررشتہ خارجہ کی کمیٹی نے مسٹر ولسن سے درخواست کی ہے کہ تمام دستاویزیں جو امر نیابت صلح کے زیر بحث رہی ہیں - کمیٹی میں پیش کیجائیں - پریزیڈنٹ عنقریب ریاست ہائے متحدہ کے دورے پر جانے والے ہیں - آپ ہر مشہور مقام پر لیگ اقوام کے متعلق تقریر کرینگے

روس کی ناکہ بندی (پیرس ۱۹- جولائی) کونسل اعظمی اس امر پر متفق الرائے ہے کہ روس کی ناکہ بندی سے کچھ فائدہ نہیں ہے - کیونکہ جرمنی روس کو مال جاسکتا ہے - اگر اس مال کو روکا گیا - تو جرمنی اور روس باہمی اقتصادی عہدنامہ کرینگے - ابھی تک کونسل کسی خاص فیصلہ پر نہیں پہنچی ❊

سابق شاہ ایران (قسطنطنیہ ۱۹- جولائی) سابق شاہ ایران کے فارس میں واپس آجانیکی خبر غلط ہے - وہ ابھی تک یکیو میں ہی ہے ❊

جرمن ہوائی راستہ (کوپن ہیگن - ۱۶ - جولائی) برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جرمنی برلن - اوڈرس - کوپن ہیگن اور سٹاک ہالم کے درمیان ہوائی راستہ قائم کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے - اور ۱۰۰ مسافروں کو لیکر ایک بڑے زپلن میں امتحاناً پرواز کی جائیگی توقع ہے کہ ایک دو ہفتوں میں ہوائی جہاز رانی شروع ہو جائیگی ❊

ایک وارنٹ افسر پر مقدمہ (لنڈن ۱۴- جولائی) ولیم برسیل نامی وارنٹ افسر پر کورٹ مارشل میں ۱۹- الزامات عائد کیئے گئے ہیں - ملزم انڈین میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں ملازم تھا اور قط العمارہ کے انحطاط کے بعد اس نے ان برطانوی قیدیوں سے ظالمانہ سلوک کیئے - جو ترکوں کے ہاتھ آئے تھے - کیپٹن ایسٹ وڈ نے استغاثہ کے دوران میں کہا کہ باغنتش میں ملزم نے کمال لاپرواہی سے مرتے ہوئے سپاہیوں کو بغیر علاج معالجہ کے واپس بھیجدیا - ملزم کو یہ خیال تھا کہ برطانوی فوج اب شکست کھاچکی ہے - اسلیئے اس نے ترکوں کو خوش کرنے کے لئے ایسا کیا - مقدمہ ۱۴- اگست تک ملتوی کر دیا گیا ہے ❊

بالشوک حملہ کی کیفیت (لنڈن ۱۶- جولائی) ہرلسنک کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ڈیڑھ یا پونے دو سو بالشوکوں نے ہماری چوکی پر حملہ کیا جسے ½ گھنٹے کے بعد مسترد کر دیا گیا - اور دشمن پل جلاتا ہوا جنوب کی طرف عظیم نقصان کے ساتھ پسپا ہوا ❊

بالشوکوں کی پیشقدمی (لنڈن ۱۷- جولائی) بالشوکوں نے بے تار برقی پیغام دیا ہے کہ سرخ فوج نے ایکاٹرانبرگ پر قبضہ کرلیا ہے - جو علاقہ یورال میں اہم مقام ہے ❊

سرحدی شورش

امیر کا ایک اور خط امیر کے خط مرقومہ ۱۸- جولائی کے مندرجہ بیانات کو آج صبح لنڈی کوتل سے شملہ کو بذریعہ ٹلغراف بھیجا گیا - امیر کا خط غیر معمولی طور پر مختصر ہے - حضور وائسرائے ہند کے خط مورخہ ۹- جولائی کے جذبات دوستی پر مسرت ظاہر کرنے اور یہ بیان کرنے کے بعد کہ ہر ایک امر کا بالتفصیل جواب دینا ضروری نہیں ہوگا - امیر اعلان کرتا ہے کہ افغان صلح کے نمائندوں میں عبدالرحمٰن خان سابق سفیر کا اضافہ کیا گیا ہے - ۲۴- جولائی کو برطانوی حدود میں پہنچ جائینگے ❊

اہل قبائل کی کم سرگرمی مزید ارتقائے حالات کی کوئی خبر موصول نہیں ہوئی - خیبر میں بالکل سکون ہے اور لشکری منتشر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں ❊

افریدیوں کا غائب ہونا تمام افریدی جو ہماری چوکیوں پر بدامنی کا باعث تھے - غائب ہوتے جارہے ہیں - کل خفیف سی نشانہ بازی کے علاوہ خیبر میں کوئی واردات نہیں ہوئی اور

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)